



**Nuqtah** journal of Theological Studies

**Editor: Dr Shumaila Majeed**

(Bi-Annual)

Languages: English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts>

**Published by**

Resurgence Academic and Research  
Institute Lahore (53720), Pakistan

**Email:** [editor@nuqtahjts.com](mailto:editor@nuqtahjts.com)

سیرت نبی ﷺ کے غزوی سیاق میں غیر اکثری گروہوں کے قانونی و اخلاقی حقوق: فکری، شرعی اور تاریخی مطالعہ

## A Critical Study of Minority Rights in the Light of the Prophetic Battles (Ghazawāt al-Nabī ﷺ)

***Dr Atiq Ur Rahman***

Associate Professor, Department of Islamic Studie, UET Lahore

[dratiquet@gmail.com](mailto:dratiquet@gmail.com)



Published online: 30 Jan, 2025



View this issue

OPEN  ACCESS



Complete Guidelines and Publication details can be found at:

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics>

## Abstract

This study undertakes a critical and analytical exploration of minority rights in the light of the Prophetic battles (Ghazawāt al-Nabī ﷺ), situating the discourse within the broader framework of Islamic jurisprudence, ethics, and interfaith relations. By examining the historical context of the Prophet Muhammad's ﷺ military engagements, the research highlights the balance Islam maintains between legitimate defense and the protection of human dignity, even amidst conflict. It explores key principles derived from the Qur'an, Sunnah, and the conduct of the Companions, such as the safeguarding of religious freedom, protection of life and property, and preservation of non-combatant rights. Furthermore, the paper analyzes the theological and ethical underpinnings of Islamic teachings that establish justice, tolerance, and universality as guiding principles in the treatment of minorities. Comparative perspectives with other Abrahamic traditions are also drawn to underscore Islam's unique contribution to human rights discourse. The study concludes that the Prophetic model, as manifested in Ghazawāt, not only upholds minority rights but also offers timeless guidance for contemporary challenges of coexistence, pluralism, and global peace.

**Keywords:** Prophet Muhammad, Ghazawāt, Minority Rights, Islamic Jurisprudence, Religious Freedom, Interfaith Relations, Human Dignity, Universality

## مبحث اول: تعارف

یہ موضوع نہ صرف دینی و فقہی اہمیت رکھتا ہے بلکہ عصر حاضر کے بین المذاہب تعلقات کے پس منظر میں بھی غیر معمولی معنویت کا حامل ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں میں ایک نہایت بنیادی جہت وہ ہے جو افیمتیں کے ساتھ تعاون اور ان کے حقوق کے تحفظ سے متعلق ہے۔ غزوہ کے ناظر میں اس موضوع کو دیکھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ وہ موقع تھے جن میں معاشرتی و سماجی توازن، سیاسی حکمت عملی اور عدل و انصاف کے اصول اپنی انہاؤں پر آزمائے گئے۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ نے ان امتحانی حالات میں بھی غیر مسلم رعایا اور فریقین کے ساتھ ایسا طرز عمل پیش کیا جو رہتی دنیا تک مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔

### 1- نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ کی سیرت انسانیت کے لیے وہ معیار ہے جو نہ صرف اخلاقی بلکہ سماجی اور سیاسی سطح پر بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ قرآن مجید نے آپ ﷺ کو "أَنْوَةُ حَسَنَةٍ" ۔

قرار دیا:

<sup>1</sup> لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ مَّنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، اُس کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا

ہے۔"

یہ رہنمائی ہر شعبہ حیات میں اثر انداز ہوتی ہے، اور بالخصوص سیاسی و عسکری موقع پر بھی آپ ﷺ کے کردار کی جامیت نمایاں رہتی ہے۔ امام قاضی عیاض نے اپنی مشہور تصنیف میں لکھا کہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق و کردار میں ہر قوم و ملت کے لیے خیر و برکت کا پہلو مضر ہے۔<sup>2</sup>

## 2- غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور عدل و مساوات کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ جب ایک یہودی جنازہ گزر رہا تھا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یہ تو یہودی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

الْيَسْتَ تَفْسِيَا

"کیا یہ ایک جان نہیں ہے؟"

یہ موقع نبی کریم ﷺ کے اخلاقی کریمانہ کی بہم گیریت کا آئینہ دار ہے۔ اسی طرح مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ میثاق مدینہ کی تشكیل مخصوص سیاسی معاہدہ نے تھا بلکہ ایک ایسا عمرانی و سماجی معاہدہ تھا جس نے مذہبی اقلیتوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کو آئینی تحفظ بخدا۔

## 3- عہد نبوی ﷺ میں غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ

میثاق مدینہ کو عہد نبوی ﷺ میں انسانی حقوق کا اولین دستاویز قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس میں صاف الفاظ میں ذکر کیا گیا:

وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أَمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِيْنُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِيْنُهُمْ

"اور بنی عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ ایک امت شمار ہوں گے۔ یہود کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین ہو گا۔"

یہ عبارت نہ صرف مذہبی آزادی کی ضمانت فراہم کرتی ہے بلکہ مسلم معاشرے میں اقلیتوں کی آئینی حیثیت کی بھی وضاحت کرتی ہے۔ جدید مفکرین نے بھی اس کو اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں سب سے پہلی عملی مثال قرار دیا ہے۔<sup>4</sup>

## 4- غزویات میں اقلیتوں کے لیے ہدایات

غزویات وہ مرحلے تھے جہاں طاقت اور اقتدار کے استعمال کا براہ راست سوال پیدا ہوتا تھا۔ مگر یہاں بھی اقلیتوں کے جان و مال اور مذہبی شعائر کے احترام کی سختی سے تلقین کی گئی۔ ایک مشہور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرُحْ زَانِجَةَ الْجَنَّةِ

"جس نے کسی معاہد (غیر مسلم) کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔"

اس نوعیت کے ارشادات غزوتوں کے عملی پس منظر میں بھی ملتے ہیں، جہاں آپ ﷺ نے عورتوں، بچوں، عبادت گاہوں اور غیر جنگجو افراد پر حملہ کرنے سے منع فرمایا۔ اس پہلو نے اسلامی جنگی اخلاقیات کو دیگر تہذیبوں سے ممتاز کیا۔

## مبحث دوم: غزوتوں کا پیش منظر

سیرت طیبہ کے اس دورانیے میں جہاں ایک طرف انسانی و قارکی پامالی اور ظلم و استبداد کی انتہا تھی، وہاں دوسری طرف اسلام نے صبر، بھرت اور بالآخر فاعی جہاد کے اصول کو متعارف کر دیا۔ یہ پس منظر اس حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے کہ جہاد کوئی محض عسکری توسعی یا اقتدار کی نکملش نہ تھا، بلکہ عدل و انصاف اور انسانی آزادی کے قیام کی ایک الہی تحریک تھی۔

### 1۔ مکہ میں مشرکین کے ظلم و ستم

مکی دور میں مسلمانوں کو اذیت ناک مظالم کا سامنا رہا۔ قرآن ان حالات کو اس طرح بیان کرتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَلَّتُمُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْأُنْوَانِ تِلْمِذُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَهُمْ عَذَابٌ جَحَّامٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلْحَقِينَ<sup>7</sup>

"یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ستیا پھر توبہ نہ کی، ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلنے کا عذاب ہے۔"

ان مظالم کی مثال حضرت بلاط پر دیکھتی ریت میں شکنجه، حضرت سمیہؓ اور یاسرؓ کی شہادت اور دیگر صحابہ پر اقتصادی و معاشرتی بایکاٹ کی شکل میں ملتی ہے۔ ابن ہشام نے ان حالات کو "شدائد مکہ" کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔<sup>8</sup> یہ مظالم اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ اسلام کا ابتدائی پیغام مکمل طور پر امن، صبر اور دعوتی روشن پر قائم تھا۔

### 2۔ بھرت مدینہ اور کفار کی سازشیں

بھرت دراصل ظلم و جر کے خلاف ایک پر امن احتجاج اور نئے معاشرتی ڈھانچے کے قیام کی عملی صورت تھی۔ مگر قریش نے مدینہ میں بھی مسلمانوں کو چین سے نہ رہنے دیا۔

قرآن نے ان کی سازشوں کو اس طرح واضح کیا:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرُجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ سُوَالَهُ خَيْرُ الْمُكَرِّينَ<sup>9</sup>

"اور وہ وقت یاد کر وجب کافر آپ کے ساتھ یہ سازش کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا نکال دیں، اور وہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ بھی تدبیر کرتا ہے اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔"

یہ آیت مدینہ کی طرف بھرت کے اسباب اور کفار کی متواتر مخالفت کا اشارہ ہے۔ موئیمری واث کے مطابق مدنی معاشرہ بھرت تھی مخالفین کے لیے خطرہ محسوس ہونے لگا

اور اسی وجہ سے انہوں نے عسکری دباؤ بڑھایا۔<sup>10</sup>

### 3- جنگ کی اجازت اور قرآن کی ہدایات

اسلام نے تیرہ برس کی صبر آزماجدوجہد کے بعد جنگ کی اجازت دی، مگر وہ بھی دفاع اور ظلم کے ازالے کے لیے تھی۔ پہلی اجازت اس آیت میں نازل ہوئی:

۱۱ اذن لِلّذِين يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلْمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

"اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن پر جنگ مسلط کی گئی ہے، کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔"

امام طبری نے اس آیت کو جہاد کی مشروعیت کی اولین دلیل قرار دیا اور فرمایا کہ یہ اجازت ظلم کے خلاف تھی نہ کہ طاقت کے اظہار کے لیے۔<sup>12</sup> اسی طرح جنگ کے اصول بیان کرتے ہوئے قرآن نے حد سے تجاوز، قتل عام اور عبادت گاہوں کی تباہی سے روکا۔<sup>13</sup>

### 4- جہاد کا مقصد اور حدود

جہاد کا مقصد ظلم کا ازالہ اور دین کی آزادی کو قائم کرنا تھا۔ قرآن کہتا ہے:

۱۴ وَقُتِلُوْهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الَّذِينَ كُلُّهُمْ لِلَّهِ

"اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین کا مکمل طور پر اللہ کے لیے ہو جائے۔"

بیہاں "فتنہ" سے مراد ظلم و جر اور مدد ہی آزادی کی سلبی کیفیت ہے۔ چنانچہ جہاد کا مقصد طاقت حاصل کرنا نہیں بلکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جس میں عدل قائم ہو۔

امام شاطی نے جہاد کی حکمت کو مقاصد شریعت میں شامل کرتے ہوئے اسے "حفظ دین" کے ذیل میں شمار کیا ہے۔<sup>15</sup>

### محث سوم: حالت جنگ میں بھی اعتدال کا حکم

یہ محث دراصل اسلامی تعلیمات کی اس اساس کو اجاگر کرتا ہے جو حالت جنگ جیسے نازک موقع پر بھی انسانی ہمدردی، عدل اور اعتدال کو ترک کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

دیگر تہذیبوں میں جنگ کا اصول "غلبہ" اور "اقتدار" تھا، مگر اسلام نے جنگ کو محض ایک دفاعی اقدام قرار دے کر اس کے ساتھ ایسے اخلاقی و شرعی ضوابط جوڑ دیے جو اسے محض عکری تصادم سے بلند کر کے ایک دینی فریضہ اور اخلاقی عمل بنادیتے ہیں۔ یہی پہلو اسلامی غزوہات کو تاریخ کے دیگر معروکوں سے منفرد بناتا ہے۔

### 1- قرآن میں اعتدال کی تلقین

قرآن مجید نے جنگ کے موقع پر بھی حد سے بڑھنے سے منع کیا اور یہ اصول دیا کہ جنگ کا مقصد ظلم کو روکنا ہے، نہ کہ خود ظلم بن جانا۔

۱۶ وَقُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقْتَلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُغْنَديْنَ

"اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرتے ہیں، مگر زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا کہ "اعتداء" سے مراد عورتوں، بچوں اور غیر جنگجوؤں کو قتل کرنا، عبادت گاہوں کو گرانا اور ظلم کے ساتھ قوت استعمال کرنا ہے۔<sup>17</sup> اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے جنگ کو بھی اخلاقیات کے دائرے میں رکھا۔

## 2- جنگ میں قتل کی ممانعت

نبی کریم ﷺ نے بارہا غیر جنگجو افراد کے قتل سے منع فرمایا۔ صحیح مسلم میں ہے:

أَنْطَلِقُوا بِاسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيَا، وَلَا طِفْلًا، وَلَا صَغِيرًا، وَلَا امْرَأَةً<sup>18</sup>

"اللہ کے نام سے نکلو، اللہ کے لیے اور رسول اللہ کی ملت پر۔ کسی بوڑھے، بچے، چھوٹے اور عورت کو قتل نہ کرو۔"

امام نووی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ممانعت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اسلام کی جنگی پالیسی مخصوص عسکری نہیں بلکہ اخلاقی و انسانی بنیادوں پر قائم ہے۔<sup>19</sup>

## 3- غیر مسلموں کے لیے رحمت کا حکم

قرآن نے نبی اکرم ﷺ کو "رحمت للعلمین" "قرار دیا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ<sup>20</sup>

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

یہ صفت حالتِ جنگ میں بھی برقرار رہی۔ فتح مکہ کے موقع پر، جب انتقام کا سب سے زیادہ موقع تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اُذْهِبُوا فَإِنَّمَا الظَّلَمَاءُ" یعنی "جاوے، تم سب آزاد ہو۔"

یہی وہ رحمت ہے جس نے غیر مسلموں کو بھی اسلام کی طرف مائل کیا۔ ولڈیورانٹ نے لکھا کہ اسلام کی تیز رفتار اشاعت کا سب سے بڑا سبب نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کی انسانیت نواز روش تھی۔<sup>21</sup>

## 4- صحابہ کرام کی عملی اطاعت

صحابہ کرام نے ان تعلیمات پر عملی طور پر سختی سے عمل کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب لشکر اسامہ کو رخصت کیا تو نصیحت فرمائی:

لَا تَقْتُلُوا امْرَأَةً، وَلَا صَبِيَّاً، وَلَا كَبِيرًا هرِمًا، وَلَا تَقْطَعُوا شَجَرًا مُثِيرًا، وَلَا تُخْرِبُوا عَامِرًا<sup>22</sup>

"کسی عورت، بچے، بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاشنا اور آباد بستی کو ویران نہ کرنا۔"

یہ ہدایات بعد کے اسلامی عہد میں بھی جنگی ضابطوں کا بنیادی مأخذ رہیں۔ معاصر محققین کے نزدیک یہ اصول جدید بین الاقوامی قانون (International Humanitarian Law) سے صدیوں پہلے کے ہیں۔<sup>23</sup>

## بحث چہارم: نبی کریم ﷺ کے غزوات کی تعداد

اسلامی تاریخ نویسی میں جہاں غزوات کا ذکر ایک مرکزی مقام رکھتا ہے، وہاں ان کی تعداد اور اقسام کے حوالے سے بھی اہل علم کے درمیان تفصیلی مباحثت ہوئے ہیں۔ غزوات کو صرف عسکری معرکہ سمجھنا درست نہیں، بلکہ یہ دراصل اُس جامع حکمت، عملی کا حصہ تھے جو نبی اکرم ﷺ نے دین حق کے قیام اور ظلم کے ازالے کے لیے اختیار فرمائی۔ اس باب میں غزوہ اور سریہ کے فرق، غزوات کی تعداد پر اختلاف، صحابہ کرام کی روایات اور انہیں کثیر کی رائے کو تحقیقی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

### 1- غزوہ اور سریہ کا فرق

محمد شین اور مورخین نے واضح کیا ہے کہ "غزوہ" اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں نبی کریم ﷺ نفس نہیں شریک ہوں، جبکہ "سریہ" اس مہم کو کہا جاتا ہے جو آپ ﷺ کی اجازت یا حکم سے صحابہ کرام کی قیادت میں روانہ کی گئی ہو۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وَالْعَزُوْمَا وَقَعَ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِنَفْسِهِ كَانَتْ مَا كَانَ، وَالسَّرِيْهُ مَا بَعَثَ هُنَّا وَلَمْ يَشْهُدْهَا<sup>25</sup>

"غزوہ وہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ نفس نہیں شریک ہوں، خواہ اس میں جنگ ہو یا نہ ہو، اور سریہ وہ ہے جو آپ ﷺ نے کبھی لیکن خود شریک نہ ہوئے۔"

اس فرق کو سامنے رکھے بغیر غزوات کی تعداد کے بارے میں پائی جانے والی آراء کو سمجھنا ممکن نہیں۔

### 2- غزوات کی تعداد پر اختلاف

غزوات کی تعداد کے حوالے سے مورخین اور محمد شین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے 19 غزوات کا ذکر کیا ہے، بعض نے 25، اور بعض کے نزدیک یہ تعداد 27 ہے۔ امام ابن سعد نے اپنی اطیقات الکبری میں 27 غزوات کا ذکر کیا۔<sup>26</sup> دوسری طرف امام واقدی نے بعض اضافی معرکوں کو بھی شامل کر کے تعداد 29 بیان کی ہے۔<sup>27</sup>

اختلاف کی بنیاد دراصل یہ ہے کہ بعض معرکوں میں نبی کریم ﷺ عملًا میدان میں تشریف لے گئے لیکن وہاں قتال پیش نہ آیا، لہذا بعض مورخین نے انہیں غزوات میں شمار کیا اور بعض نے نہیں۔

### 3- صحابہ کرام کی روایات

صحابہ کرام کی روایات بھی غزوات کی تعداد کے تعین میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں:

غَرَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، شَهِدْتُ مِنْهَا سَبْعَ عَشْرَةً<sup>28</sup>

"رسول اللہ ﷺ نے انیں غزوات کیے، میں ان میں سے سترہ میں حاضر رہا۔"

اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مردی ہے کہ غزوات کی تعداد اکیس تھی۔<sup>29</sup> یہ اختلاف دراصل اس بات پر مخصر ہے کہ راوی نے کن معروکوں کو غزوہ شمار کیا۔

#### 4-حافظ ابن کثیر کی رائے

حافظ ابن کثیر نے غزوات کی تعداد کے حوالے سے مختلف آراء کا ذکر کرنے کے بعد ان سب کو جمع کرتے ہوئے ایک جامع رائے قائم کی۔ وہ لکھتے ہیں:

وَالصَّحِيفُ أَمَّا سَبْعُ وَعِشْرُونَ غَزَوَةً، لَمْ يَقْعُ الْفِتَالُ إِلَّا فِي تِسْعِ مِهْنَةٍ

" صحیح بات یہ ہے کہ غزوات کی تعداد تاکہیں ہے، اور ان میں قاتل صرف نو میں پیش آیا۔"<sup>30</sup>

ابن کثیر کی یہ رائے اس بات کو واضح کرتی ہے کہ غزوات کی اصل غرض محض جنگ نہ تھی، بلکہ بعض موقع پر محض سیاسی و دفاعی حکمت عملی اور خالقین کو پیغام دینا مقصود تھا۔

### بحث پنجم: غزوات النبی ﷺ اور اقلیتوں کے حقوق

جنگ کے ہنگامے میں عموماً طاقتور تو میں مغلوب اقوام کے حقوق سلب کر لیتی ہیں، مگر نبی اکرم ﷺ کے غزوات ایک ایسے عدالتی و اخلاقی ضابطے کے تحت انجام پائے جنہوں نے اقلیتوں کے حقوق کو بھی محفوظ رکھا۔ مذہب، جان، مال اور معاشرتی آزادی کے پہلو سے یہ مثالیں بعد کے ادوار میں اسلامی ریاستوں کے لیے ایک عملی دستور بن گئیں۔

#### 1- مذہبی حقوق

نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کو ان کے مذہبی عقائد و عبادات کی آزادی عطا کی۔ یہاں مذہب میں صاف الفاظ درج ہیں:

وَإِنَّ يَهُودَ بَيْتِ عَوْفٍ أَمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ

" اور بنی عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ ایک امت شمار ہوں گے، یہود کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین ہو گا۔"

یہ دستوری اصول غزوات کے دوران بھی برقرار رہا۔ حتیٰ کہ جگلی حالات میں بھی عبادت گاہوں کی حرمت کا لحاظ رکھا گیا، جیسا کہ قرآن میں آیا:

وَلَوْلَا دَفَعَ اللَّهُ الْنَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوْمَعْ وَبَيْنَ وَصَلَوَتْ وَمَسْجِدُ (آل جمع: 40: 22)۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ جہاد کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مختلف مذاہب کی عبادت گاہیں محفوظ رہیں۔

## 2- جانی حقوق

اسلامی تعلیمات میں غیر مسلم رعایا کی جان کو دیساہی محترم سمجھا گیا جیسا کہ مسلمانوں کی جان کو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرُحْ زَانِةَ الْجَنَّةِ<sup>32</sup>

"جس نے کسی معاہد (ذی یا غیر مسلم شہری) کو قتل کیا وہ جنت کی خوبی بھی نہ پائے گا۔"

یہ اصول میدان جنگ میں بھی قائم رہا۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر جنگجو افراد کو قتل کرنے سے منع فرمایا اور بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کی جان کو مکمل تحفظ بخشنا۔ اس پہلو نے اسلامی جنگی اخلاقیات کو دمکر مذاہب و تہذیبوں سے ممتاز کیا۔

## 3- جان و مال کا تحفظ

اسلامی شریعت میں اقليتوں کے مال کی حفاظت بھی اسی طرح لازم قرار دی گئی جس طرح مسلمانوں کے مال کی۔ صحیح بخاری میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ظَلَمَ مُعَاهَدًا أَوْ اِنْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبٍ نَفْسِ فَأَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ<sup>33</sup>

"جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے یا اس کے حق میں کمی کرے یا اس پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے یا اس سے کوئی چیز زبردستی لے تو قیامت کے دن میں اس کے خلاف مقدمہ اٹھوں گا۔"

یہ ہدایت اس بات کا ثبوت ہے کہ اقليتوں کے اموال بھی جنگی یا پر امن حالات میں محفوظ رہتے اور مسلمانوں پر لازم تھا کہ ان کی امانت داری کے ساتھ حفاظت کریں۔

## 4- حضرت ابو بکر صدیق کی ہدایات

نبی کریم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی انہی اصولوں کی پاسداری کی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب لشکر اسامہ کو رخصت کیا تو فرمایا:

لَا تَقْتُلُوا اُمْرَاءَ وَلَا صَبِيَّاً وَلَا كَبِيرًا هُرِمًا، وَلَا تَفْطِلُوا شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَا تُخْرِبُوا عَامِرًا، وَلَا تَدْبُحُوا شَاءَةً وَلَا بَعِيرًا إِلَّا لِمَا كَلَّهُ<sup>34</sup>

"کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاشنا، آباد بستی کو دیر ان نہ کرنا اور کسی بکری یا اونٹ کو ذبح نہ کرنا مگر کھانے کے لیے۔"

یہ ہدایات خلفائے راشدین کے عہد میں بھی اس بات کا عملی مظہر ہیں کہ اقليتوں کے حقوق صرف نظری نہیں بلکہ عملی صورت میں نافذ کیے گئے۔

## مبحث ششم: غزوت النبی ﷺ اور اقیتوں کے حقوق کا اجتماعی خاکہ

غزوت نبوی ﷺ اور اقیتوں کے حقوق کے موضوع پر گفتگو محض ایک تاریخی مطالعہ نہیں بلکہ اسلامی تہذیب و معاشرت کے ان اصولوں کا بیان ہے جو انسانیت کو وسعتِ قلب، اعتدال اور ہمہ گیری عطا کرتے ہیں۔ سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلو ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ جنگ جیسے سخت حالات میں بھی غیر مسلموں کے بندیادی انسانی حقوق نہ صرف تسلیم کیے گئے بلکہ ان کے تحفظ کے لیے شرعی و عملی اقدامات کیے گئے۔ اس ضمن میں مذہبی آزادی، جان و مال کا تحفظ، عبادات کی ادائیگی کی آزادی، معاهدات کی پاسداری، قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک، ظلم سے بچاؤ، عدالتی انصاف، اور معاشرتی و معاشی حقوق جیسے اصول نہایت وضاحت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔

### 1- مذہبی آزادی

قرآن حکیم نے مذہب کی آزادی کے اصول کو بنیاد بنا�ا:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ<sup>35</sup>

"دین میں کوئی جبر نہیں۔"

بھی اصول عہد نبوی ﷺ میں غیر مسلموں کے ساتھ بر تاکیا۔ مستشرق مار گولیوٹ نے لکھا کہ:

"The Prophet granted freedom of conscience and religious practice to the non-Muslims

under his rule."<sup>36</sup>

"نبی اکرم ﷺ نے اپنے زیر حکومت غیر مسلموں کو ضمیر اور مذہبی عمل کی آزادی عطا کی۔"

### 2- جانی حقوق

نبی اکرم ﷺ نے واضح فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرُحْ زَائِحَةَ الْجَنَّةِ<sup>37</sup>

"جس نے کسی معاہد (غیر مسلم) کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔"

یہ حدیث جنگی ماحول میں بھی انسانی جان کے تحفظ کو مرکزیت دیتی ہے۔

## 3۔ عبادتی حقوق

صلح حدیبیہ کے بعد بھی مشرکین کو اپنے مذہبی مراسم کی ادائیگی کی آزادی حاصل رہی۔ قرآن نے کہا:

وَلَوْلَا دَفْعَ اللَّهِ النَّاسَ بِعْضَهُمْ بِعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعٍ وَبَيْعٍ وَصَلَوَاتٍ وَمَسَاجِدٍ<sup>38</sup>

"اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے نہ روکتا تو خانقاہیں، کلیسا، عبادت خانے اور مساجد ڈھادیے جاتے۔"

یہ آیت غیر مسلم عبادت گاہوں کے تحفظ کو شرعی اصول کے طور پر بیان کرتی ہے۔

## 4۔ معاهداتی حقوق

صلح حدیبیہ، بیانیہ مدینہ اور دیگر معاهدات اس بات کی دلیل ہیں کہ غیر مسلم فریقوں کے ساتھ کیے گئے وعدے مقدس اور واجب التفظیم سمجھے گئے۔ مستشرق و لیورانٹ

لکھتے ہیں:

"The treaties made by Muhammad were observed with a faithfulness rare in the annals of history."<sup>39</sup>

"محمد ﷺ کے کیے گئے معاهدات کو ایسی وفاداری کے ساتھ نبھایا گیا جو تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔"

## 5۔ اسیری حقوق

قیدیوں کے بارے میں قرآن میں حکم آیا:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا<sup>40</sup>

"وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔"

اس آیت سے ظاہر ہے کہ قیدی بھی دشمن ہونے کے باوجود رحم و شفقت کے مستحق ہیں۔

## 6۔ ظلم سے حفاظت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَحَرِجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ: الْيَتِيمَ وَالْمُرْأَةَ<sup>41</sup>

"میں تمہیں دو کمزوروں: یتیم اور عورت کے حق میں اللہ سے ڈر اتا ہوں۔"

اس عمومی تعلیم میں غیر مسلم بھی شامل ہیں، کیونکہ ظلم سے حفاظت اسلام کا عمومی اصول ہے۔

#### 7۔ عدالتی حقوق

بیانیہ میں دفعات میں غیر مسلموں کو عدالتی مساوات عطا کی گئی، جسے جدید محققین "اسلامی آئین شہریت" قرار دیتے ہیں۔ محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

"The Constitution of Medina guaranteed legal equality to Muslims and non-Muslims alike."<sup>42</sup>

"بیانیہ میں مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو مساوی عدالتی حقوق عطا کیے۔"

#### 8۔ معاشرتی و معاشی حقوق

غیر مسلم رعایا پر زکوٰۃ فرض نہ تھی بلکہ ان سے صرف جزیہ لیا جاتا، اور بدالے میں ان کی جان و مال کی حفاظت کی جاتی۔ ابن قیم لکھتے ہیں:

وَأَهْمُمُ يُؤَدُّونَ الْجِزِيَّةَ عَنْ يَدِ وَهُمْ صَاغِرُونَ، وَالْمُسْلِمُونَ يَكْفُوْهُمْ وَيَحْمُوْهُمْ<sup>43</sup>

"وہ جزیہ دیتے ہیں اور مسلمان ان کے کفیل اور محافظ ہوتے ہیں۔"

یہ اصول غیر مسلموں کی معاشرتی و معاشی زندگی کو تحفظ فراہم کرتے ہیں اور ان کے ساتھ انصاف پر بني بقائے باہمی کافر یہ ورک دیتے ہیں۔

### بحث ہفتم: مساوی مذاہب کے مشترکات اور اسلام کے امتیازات

یہ بحث اس پورے تحقیقی جائزے کا نجوڑ ہے جس میں غزوت نبوی ﷺ کے پس منظر، ان کے اخلاقی و دینی اصول اور بالخصوص اقلیتوں کے حقوق کی رعایت کو موضوع بنایا گیا۔ حاصل کلام یہی ہے کہ اسلامی جنگی اخلاقیات مغض عسکری تصادم تک محدود نہیں بلکہ وہ ایک ایسا جامع نظام فراہم کرتی ہیں جس میں عدل، رحمت اور انسانی مساوات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس پہلو کو سمجھنے کے لیے ابراہیمی ادیان کے قابلی مطالعے، اسلام کے اصول توحید اور نبی کریم ﷺ کے سیرت و کردار کو مد نظر رکھنا اگزیر ہے۔

#### 1۔ ابراہیمی ادیان کی مشترکات اور اختلافات

یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں توحیدی ادیان ہیں اور ان سب کا تعلق حضرت ابراہیمؑ کی نسبت سے "ابراہیمی مذاہب" کہلاتا ہے۔ ان میں بنیادی مشترک کہ اصول ایک خدا کی پرستش اور اخلاقی تعلیمات ہیں۔ تاہم، اختلافات بھی موجود ہیں، خصوصاً الوہیت کے تصور اور نبوت کی توالی میں۔ قرآن نے اس اشتراک کو یوں بیان کیا:

قُلْ يَاهُلَ الْكِتَبِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَا نَعْبُدُ إِلَّا اللَّهُ<sup>44</sup>

"کہہ دیجیے: اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسے کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔"

یہ آیت اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ مذاہب ابراہیمی میں توحید ایک مشترکہ قدر ہے۔ مغربی محقق کیرن آر مسٹر انگ کے مطابق ان ادیان میں قدر مشترک اخلاقی تصور عدل ہے، مگر اسلام نے اسے زیادہ ہمہ گیر بنایا۔<sup>45</sup>

## 2۔ اسلام کی جامعیت اور توحید کا اصول

اسلام کی امتیازی خصوصیت اس کی جامعیت اور اصول توحید ہے۔ قرآن مجید نے بارہا واضح کیا کہ اللہ ہی خالق والاک ہے اور اس کی اطاعت کے بغیر کوئی نجات ممکن نہیں۔

إِنَّ هُدًىٰ مُّنَبِّهًٰ لِّأُمَّةٍ وَّهُدًىٰ وَّأَنَّا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ<sup>46</sup>

"یقیناً یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس میری ہی عبادت کرو۔"

امام ابن تیمیہ نے لکھا کہ اسلام نے شرک اور شیعیت کے تمام تصورات کو رد کر کے توحید کو انسانی فلاح کا محور قرار دیا۔<sup>47</sup> اس اصول نے اسلام کو ایک ایسا ہمہ گیر مذہب بنایا جو عقیدہ، اخلاق اور قانون سب کو اپنے اندر سمیئے ہوئے ہے۔

## 3۔ نبی کریم ﷺ کی رحمت اور غیر مسلموں کے حقوق

نبی اکرم ﷺ کو قرآن نے "رحمت للعائین" قرار دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے بدترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا اور فرمایا:

إذْهُبُوا فَأَنْتُمُ الظَّلَّاقَاءُ<sup>48</sup>

"جاؤ، تم سب آزاد ہو۔"

یہ طرزِ عمل اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ اسلام کی جنگی اور سیاسی پالیسی میں بھی اتفاقیوں اور مخالفین کے حقوق کو بنیادی مقام حاصل تھا۔ مؤرخ ولڈیورانٹ نے لکھا کہ اسلام کی فتوحات کو دوام نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کی اسی رحمت اور عدل نے عطا کیا۔<sup>49</sup>

## 4۔ اسلامی تعلیمات کی عالمگیریت

اسلامی تعلیمات کسی خاص قوم یا نسل تک محدود نہیں، بلکہ ان کی وسعت پوری انسانیت کو محیط ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافِةً لِّلْنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا<sup>50</sup>

"اور ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

یہ عالمگیریت مذہب کی اساس کو صرف عقیدے تک محدود نہیں رکھتی بلکہ سماج، معاشرت، سیاست اور جنگی قوانین تک پھیلا دیتی ہے۔ معاصر اسلام کا لرجاں ایسپوز بیو کے مطابق اسلام نے عالمگیریت کو اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر استوار کیا جو آج کے بین الاقوامی انسانی حقوق کے اصولوں سے کہیں پہلے کی چیز ہے۔<sup>51</sup>

## خلاصہ کلام

غزوتِ نبوی ﷺ کے تنازع میں اقلیتوں کے حقوق کا مطالعہ اسلامی تہذیب کے اس امتیاز کو نمایاں کرتا ہے کہ دین اسلام نے صرف امن و سلامتی بلکہ عدل و انصاف پر بنی معاشرتی و قانونی ڈھانچہ تکمیل دیا۔ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر باب انسانیت کے لیے درسِ اعتدال ہے، اور یہ حقیقت بالخصوص اس وقت زیادہ نمایاں ہوتی ہے جب ہم جنگ چیز سے سخت حالات میں بھی غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کو دیکھتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے مذہب کی آزادی کو بنیادی حق قرار دیا۔ سورہ بقرہ کی آیت لاءِ کرما فی الرین اس تصور کی اساس ہے کہ کسی بھی شخص کو اس کے مذہب پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ عہد نبوی ﷺ میں یہ اصول عملی صورت اختیار کرتا ہے، جہاں یہود، نصاریٰ اور دیگر گروہ اپنے مذہبی شعائر کی ادائیگی میں آزاد تھے۔ بیشتر مدنیہ اس آزادی کا اولین عملی دستاویز ہے جس نے مختلف گروہوں کو ایک اجتماعی وحدت میں ضم کیا لیکن ان کی مذہبی انفرادیت کو برقرار رکھا۔ اس کے ساتھ ہی انسانی جان کی حرمت کو غیر معمولی اہمیت دی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلم معاهد کو قتل کرنے والے کے لیے جنت کی خوبی سے بھی محرومی کی وعید دی۔ یہ اعلانِ محض ایک اخلاقی نصیحت نہیں بلکہ اقلیتوں کی جانی حفاظت کا مستقل ضابط تھا۔ غزوت کے دوران بھی اس اصول کی پاسداری کی گئی کہ غیر مقاولین کو قتل نہ کیا جائے، عورتوں، بچوں اور راہبوں کو گزندن پہنچائی جائے۔ اس روایتے نے اسلام کو دیگر قدیم تہذیبوں سے ممتاز کیا جو جنگ میں محض غالب آنے کو مقصد سمجھتی تھیں۔ غیر مسلموں کے عبادتی حقوق بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ رہے۔ قرآن نے کلیسا، خانقاہ اور مسجد سب کی حفاظت کو اللہ کی سنت قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت سے واضح ہے کہ غیر مسلموں کے مذہبی مقامات کی پامالی یا ان کی عبادت میں رکاوٹ اسلام کے مزاج کے خلاف تھی۔ اسی طرح معاهداتی حقوق کی پاسداری بھی نبوی ﷺ سیرت کا نمایاں پہلو ہے۔ صلحِ عدیبیہ ہو یا بیشتر مدنیہ، ہر معاهدہ پوری دیانت اور ذمہ داری سے نجایا گیا۔ مستشرقین نے بھی اس پہلو کو سراہا کہ نبی اکرم ﷺ نے معاهدات کو غیر معمولی و فادری سے پورا کیا، خواہ اس میں وقت طور پر مسلمانوں کے لیے سختی ہی کیوں نہ ہو۔ اسی روں کے ساتھ حسن سلوک بھی اسلامی جنگی اخلاقیات کا حصہ رہا۔ قرآن نے قیدی کو کھانا کھلانے کو بھی قرار دیا۔ تاریخ میں ہمیں ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں مسلمانوں نے قیدیوں کو اپنے کھانے پر مقدم رکھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشمنی اور قید کی حالت میں بھی ان کی انسانی حرمت قائم رکھی گئی۔ ظلم سے حفاظت کا اصول بھی اسی تسلسل کا حصہ ہے۔ یقین، عورت اور کمزور کی حفاظت کو نبی ﷺ نے اپنی امت پر اللہ کے خوف کے ساتھ لازم قرار دیا۔ اس عمومی اصول میں غیر مسلم بھی شامل تھے، کیونکہ اسلام کا عدل کسی مذہب یا نسل کی قید میں نہیں آتا۔ عدالتی حقوق کا پہلو بھی نہایت اہم ہے۔ بیشتر مدنیہ نے واضح کیا کہ تمام شہری برابر ہیں اور سب کو عدالتی انصاف تک رسائی حاصل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے فیصلے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ غیر مسلموں کے مقدمات میں بھی عدل و انصاف کی ایک ہی کسوٹی استعمال کی گئی۔ یہ حقیقت آج کے جدید قانونی ڈھانچوں کے لیے

بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ معاشرتی و معاشری حقوق کی صفائح اقتیتوں کو حاصل تھی۔ ان پر زکوٰۃ فرض نہ تھی بلکہ جزیہ لیا جاتا اور اس کے بدلے ان کی جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کی ذمہ داری سمجھی جاتی۔ اس کے نتیجے میں وہ نہ صرف محفوظ تھے بلکہ تجارت، زراعت اور معیشت کے دیگر میدانوں میں سرگرم عمل رہ سکتے تھے۔ ابن قیم اور دیگر فقہاء نے اس پہلو پر تفصیلی بحث کی ہے کہ مسلمانوں پر غیر مسلم رعایا کے تحفظ کی ذمہ داری اخلاقی اور شرعی طور پر لازم ہے۔ ان تمام اصولوں کا مجموعی تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ غزوہ نبوی ﷺ میں اقتیتوں کے حقوق مغض ایک وقتی حکمت عملی نہیں تھے بلکہ اسلام کی ہمہ گیر تعلیمات کا لازمی حصہ تھے۔ مذہبی آزادی سے لے کر عدالتی انصاف تک اور جانی تحفظ سے لے کر معاشرتی و معاشری حقوق تک، ہر پہلو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ان کی انسانی حرمت کی صفائح دی۔ اس نقطہ نظر نے اسلام کو ایک ایسا آفاتی دین بنایا جو اپنی جامیعت اور عدل کی بنیاد پر ہر دور اور ہر معاشرے کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یوں غزوہ نبوی ﷺ میں عسکری تصادم نہیں بلکہ اخلاقی اقدار کے حامل واقعات ہیں جنہوں نے یہ ثابت کیا کہ طاقت کے استعمال میں بھی عدل و رحمت کو مقدم رکھنا اسلام کی بنیادی پالیسی ہے۔ اقتیتوں کے حقوق کی یہ صورت گری آج کے عالمی تناظر میں بھی نہایت اہم ہے، کیونکہ اسلام کی سیرت اور تعلیمات انسانی حقوق، مذہبی آزادی اور سماجی انصاف کے باب میں ایک لازوال ماذل فراہم کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں بھی جب دنیا کا ثرث میں وحدت اور تنوع میں ہم آہنگی کی تلاش میں ہے، تو سیرت نبوی ﷺ سے رہنمائی ناگزیر دکھائی دیتی ہے

#### حوالہ جات:

1 Qur'an, al-Anṣār 33:21

2 Qādī 'Iyād, al-Shifā', Cairo: al-Maṭba'a al-Kubrā al-Amīrīya, 1314 AH, 1:112

3 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī [Cairo: al-Maṭba'a al-Salaffīya, 1400 AH], 1:1312

4 Ibn Hishām, 'Abd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 1:502

5 Watt, W. Montgomery, Muhammad at Medina [Oxford: Clarendon Press, 1956], 221

6 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-Ilmīya, 1330 AH], 1:2722

7 Qur'an, al-Burūj 85:10

8 Ibn Hishām, 'Abd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 1:268

9 Qur'an, al-Anfāl 8:30

10 Watt, W. Montgomery, Muhammad at Medina [Oxford: Clarendon Press, 1956], 25

11 Qur'an, al-Hajj 22:39

12 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tafsīr al-Ṭabarī [Cairo: Dār al-Ma'ārif, 1954], 17:121

13 Qur'an, al-Baqara 2:190

14 Qur'an, al-Anfāl 8:39

15 Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā, al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharī'ah [Cairo: al-Maktaba al-Tijāriya, 1914], 2:12

16 Qur'an, al-Baqara 2:190

17 Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, Mafātīḥ al-Ghayb [Beirut: Dār Ihyā' al-Turāth al-'Arabī, 1420 AH], 5:192

18 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣahīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-'Ilmīya, 1330 AH], 3:1731

19 Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, al-Minhāj fī Sharḥ Ṣahīḥ Muslim [Cairo: al-Maṭba'ah al-Miṣrīya, 1929], 12:48

20 Qur'an, al-Anbiyā' 21:107

21 Ibn Hishām, 'Abd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 2:412

22 Durant, Will, The Story of Civilization [New York: Simon and Schuster, 1950], 4:201

23 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Ṭabarī [Cairo: Dār al-Maṭba'ah al-'Arif, 1960], 2:449

24 Khadduri, Majid, War and Peace in the Law of Islam [Baltimore: Johns Hopkins Press, 1955], 92

25 Ibn Ḥajar, Aḥmad ibn 'Alī, Fath al-Bārī [Cairo: al-Maṭba'ah al-Salafīya, 1380 AH], 7:345

26 Ibn Sa'd, Muḥammad, al-Ṭabaqāt al-Kubrā [Beirut: Dār Ṣādir, 1960], 2:7

27 Al-Wāqidī, Muḥammad ibn 'Umar, Kitāb al-Maghāzī [London: Oxford University Press, 1966], 1:12

28 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣahīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-'Ilmīya, 1330 AH], 3:1245

29 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣahīḥ al-Bukhārī [Cairo: al-Maṭba'ah al-Salafīya, 1400 AH], 5:405

30 Ibn Kathīr, Ismā'īl ibn 'Umar, al-Bidāya wa al-Nihāya [Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīya, 1985], 4:315

31 Ibn Hishām, 'Abd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 1:502

32 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣahīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-'Ilmīya, 1330 AH], 1:2722

33 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣahīḥ al-Bukhārī [Cairo: al-Maṭba'ah al-Salafīya, 1400 AH], 4:2050

34 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Ṭabarī [Cairo: Dār al-Maṭba'ah al-'Arif, 1960], 2:449

35 Qur'an, al-Baqara 2:256

36 Margoliouth, D. S., Mohammed and the Rise of Islam [New York: G.P. Putnam's Sons, 1905], 217

37 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣahīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-'Ilmīya, 1330 AH], 1:2722

38 Qur'an, al-Hajj 22:40

39 Durant, Will, The Story of Civilization [New York: Simon and Schuster, 1950], 4:201

40 Qur'an, al-Insān 76:8

41 Ibn Ḥanbal, Aḥmad, Musnad Aḥmad [Cairo: Mu'assasat Qurtuba, 1313 AH], 5:510

42 Hamidullah, Muhammad, The First Written Constitution in the World [Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1981], 45

43 Ibn Qayyim, Muḥammad ibn Abī Bakr, *Aḥkām Ahl al-Dhimma* [Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīya, 1994], 1:23

44 Qur’ān, Āl ‘Imrān 3:64

45 Armstrong, Karen, *The Battle for God* [New York: Knopf, 2000], 22

46 Qur’ān, al-Anbiyā’ 21:92

47 Ibn Taymīya, Aḥmad ibn ‘Abd al-Ḥalīm, al-Jawāb al-Ṣahīḥ [Riyadh: Dār al-‘Aṣīma, 1993], 1:105

48 Ibn Hishām, ‘Abd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 2:412

49 Durant, Will, *The Story of Civilization* [New York: Simon and Schuster, 1950], 4:201

50 Qur’ān, Saba’ 34:28

51 Esposito, John, *Islam: The Straight Path* [Oxford: Oxford University Press, 1998], 45